ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

رحمان باباؒ اور شیخ سعدیؒ کا فلسفہ قناعت

SHEIKH SAADI AND RAHMAN BABA'S PHILOSOPHY OF FULFILLMENT

۱۔ڈاکٹر مظہر احمد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پشتو,ملاکنڈ یونیورسٹی

۲۔ڈاکٹر انور علی

اسسٹنٹ پروفیسر ,شعبہ اُردو ,اسلامیہ کالج پشاور

۳۔محمد طاہر بوستان خان

کیڈٹ کالج سوات ,شعبہ اُردو

ABSTRACT

This article traces the original source of Rahman Baba's and Shekh Saadi's philosophy of patience.They both left undeletable marks of their services in the field of philosophy, culture, religion, literature and creativity in every shape of knowledge. These two philosophers took the world to storm through their anecdotes, quotations and useful philosophical narrations. These both is ranked among representative poets of their times . They both were great anthropologists. all their poems are based upon human friendship and sound values.

Key Words: *Friendship, Philosophy, Anecdotes, Patience, Anthropologists, Undeletable,*

رحمان باباؒ پشتو کے ایک عظیم شاعر ہونے کے علاوہ عملی طور پر صوفی اور درویش بھی تھے۔انہوں نے متصوفانہ خیالات کو نہایت عمدگی سے اپنی شاعری میں پیش کیا ہے۔ان کی شاعری سادہ،عام فہم اور سلیس ہونے کے علاوہ دل میں اُتر جانے والی بھی ہے۔اپنے صوفیانہ خیالات کو انہوں نے سلاست،روانی اور صفائی سے بیان کیا۔شیخ سعدیؒ بھی اپنے دَور کے عظیم شاعر اور فلسفی گزرے ہیں۔آپ نے اپنی شاعری میں حب الوطنی،حبِ الٰہی،دنیا کی بے ثباتی،صبر ،شکر ،قناعت،صفائے قلب اور احترامِ آدمیت جیسے موضوعات کو مؤثر انداز میں پیش کیا۔یہی وجہ ہے کہ ان دونوں شعرا کے کلام اور ان کی حکایتوں سے خاص وعام محظوظ ہوتے ہیں۔ذیل میں سعدیؒ اور رحمان باباؒ کے ہاں قناعت کے حوالے سے مشترک خیالات کو پیش کیا جارہا ہے۔

رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

قناعت مے تر خرقے لاندے اطلس دے

پٹ د درست جہان بادشاہ ظاہر گدای

ترجمہ:رکھتا ہوں زیر خرقہ میں ملبوس اطلسی

باطن میں بادشاہ ہوں بظاہر گدا ہوں میں (۱)

یعنی مطلب یہ کہ انسان کا یہ وصف ہونا چاہیے کہ وہ ظاہری شکل وسورت سے خاکسار معلوم ہو لیکن باطن میں اپنی دنیا میں آپ بادشاہ ہو۔اگر دیکھا جائے تو رحمان بابا کی زندگی اسی طرح گزری ہے،انہوں نے جو کچھ کہا،اس پر خود عمل کیا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

شیخ سعدی کے اقوال سے ان کی خاکساری کا پتا چلتا ہے۔ ان کا انداز، بیان عالمانہ نہیں۔ وہ ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ انسان کو ہر حالت میں صبر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے اس لیے کہ دنیا کی زندگی ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں۔

وہ کہتے ہیں۔

درویشے راشنیدم کہ در آتش فاقہ می سوخت و خرقہ بخرقہ دوخت و تسکین خاطر خود رامی گفت

بنان خشک قناعت کنیم و جامہ ئی دلق

کہ رنج محنت خود بہ کہ بار منت خلق (۲)

ترجمہ: میں نے ایک فقیر کے متعلق سنا ہے کہ وہ فاقہ کی آگ میں جلتا تھا اور پیوند پر پیوند لگاتا تھا اور اپنے دل کی تسلّی کے لیے کہتا تھا۔ ہم خشک روٹی اور گدڑی کے پہننے پر قناعت کریں گے کیونکہ اپنی مصیبت کا رنج دنیا کے احسان کے بوجھ کے مقابلہ پر بہتر ہے۔

قناعت صبر کا جزو ہے۔ یعنی ایسی تکلیف برداشت کرنا جو خواہشات کے پورانہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے اور کوشش نہ کرنے کا نام قناعت نہیں۔ جو آدمی جس حالت میں ہو، بے قراری کا اظہار نہ کرے اور بہتری کے لیے اپنی کوشش جاری رکھے، قناعت ہے۔ قناعت کے حوالے سے رحمان بابا کہتے ہیں۔

ھغو بیاموند سعادت پہ دادنیا

چہ یے اوکڑو قناعت پہ دادنیا (۳)

ترجمہ: اس آدمی نے پائی سعادت جہان میں

کی جس نے اختیار قناعت جہان میں

رحمان بابا کا مطلب یہ ہے کہ اس آدمی نے خوشی پائی جس کو صبر نصیب ہوئی۔ بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی ضرورتوں کو کم کروگے توراحت پاؤ گے۔ رحمان بابا بھی یہاں وہ خیال بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس دنیا میں قناعت اختیار کی۔

جب کہ سعدیؒ بھی یوں فرماتے ہیں۔

مرد بے توشہ بر نگیرد گام　　　　گرہمہ زرجعفری (۴) دارد

شلغم پختہ بہ کہ نقرہ ئی خام در بیاباں فقیر سوختہ را (۵)

اگر تیرے پاس تمام خالص سونا موجود ہو، آدمی بغیر توشہ کے قدم نہیں اٹھا سکتا جنگل میں جلے ہوئے فقیر کے لیے

پکے ہوئے شلغم نقرہ ئی خام یعنی خالص چاندی سے بہتر ہیں۔ شیخ سعدی بھی رحمان بابا کی طرح قناعت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ قناعت اختیار کرنے کے بعد اگر انسان کے پاس کچھ بھی نہ ہو مگر وہ قناعت کو اپناتے ہوئے سب کچھ حاصل کر لیتا ہے۔

رحمان باباؒیوں فرماتے ہیں۔

دریا خرقہ ئے خدائے مہ کڑہ پہ غاڑہ

رحمان کوگ دستار تڑلے قلندر دے(۶)

ترجمہ: تواس کو خرقۂ مکر وریا سے دور رکھ یارب

کہ رحمان کج کلاہی میں بھی اک مردِ قلندر ہے

رحمان بابا قناعت پسند تھے اس لیے وہ دوسروں کو بھی قناعت کی تعلیم دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں جابجا قناعت اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

سعدیؒ کہتے ہیں۔

دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جاے اوست　　چوں مرد بر فتار زجاے ومقام خویش

درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست　　شب ہر توانگرے بسراے ہمیرود(۷)

جب آدمی اپنے وطن اور جگہ سے نکل گیا

تو پھر کیا غم ہے ساری دنیا اس کی جگہ ہے

مالدار ہر رات کو ایک گھر میں جاتا ہے

فقیر کو جہاں رات ہو گئی وہی اس کا گھر ہے

اسی طرح شیخ سعدی بھی قناعت کے لطف سے دوسروں کو باخبر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مالدار لوگ تو بس ایک ہی جگہ تک محدود ہوتے ہیں جب کہ غریبوں کو جہاں بھی رات گزارنے کو جگہ ملتی ہے وہیں رات گزار لیتے ہیں، یعنی مطلب یہ کہ ان کے پاس ایسا کوئی خزانہ نہیں ہوتا جس کی انہیں فکر لگی رہتی ہے۔ ایسے لوگ قناعت پسند ہوتے ہیں۔

رحمان بابا صوفی شاعر تھے۔ ان کی زندگی انسانوں کی اصلاح کے لیے وقف تھی۔ وہ خود کو فقیر کہتے ہیں۔ چاہے لوگ انہیں فقیر مانے یا نہ لیکن اپنے حق میں وہ فقیر ہیں۔ وہ دنیا کے حصول کے لیے سرگرداں نہیں۔ وہ جو نصیحت کرتے ہیں پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ذیل کے اشعار میں ملاحظہ ہو۔

اگر کوئی مجھے فقیر سمجھتا ہے تو یونہی سہی

میں فقیر ہوں

اور اگر کوئی مجھے امیر سمجھتا ہے تو یہ بھی سہی

میں امیر ہوں

میں محبوباؤں کا صدقہ مانگ رہا ہوں

اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے

کہ میں دنیا کے مال و منال کا بھوکا ہوں

خرقے کی خدمت چاہے مشکل ہو یا آسان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

میں اس کے لیے ہر وقت کمر بستہ ہوں

میں کچھ لوگوں کی نصیحت قبول کر رہا ہوں

اور کچھ لوگوں کے لیے ناصح بنا ہوا ہوں

گویا میں کچھ لوگوں کا پیر اور کچھ لوگوں کا مرید(۸)

جب کہ سعدیؒ یوں لکھتے ہیں۔

بازر گانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندہ و خدمتگار شبے در جزیرہ ئ کیش(۹) مرا بحجرہ ئ خویش بر د ہمہ شب نیار مید از سخنہائے پریشاں گفتن کہ فلاں انبارم بتر کستان ست و فلاں بضاعت ہندوستان واین قبالہ ئ فلاں زمین ست و فلاں چیز رافلاں کس ضمین ست و گاہ گفتے کہ خاطر اسکندریہ دارم کہ ہوا ے آں خوش ست باز گفتنے نہ کہ دریائے مغرب(۱۰) مشوش ست(۱۱) سعدیا سفرے دیگر در پیش ست اگر آں کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشہ ئ نشینم و قناعت کنم گفتم آں کدام سفر است گفت گوگر د پارسی خواہم بردن بچین کہ شنیدم قیمتے عظیم دارد و ازانجا کاسہ ئ چینی بُروم آرم و دیباے رومی بہند و پولاد ھندی بحلب و آبگینہ ئ حلبی بیمن(۱۲) و برد(۱۳) یمانی بپارس و ازاں پس ترک سفر کنم و بدکانی

نیشنم ازیں ماخولیا(۱۴) چنداں فروگفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت اے سعدی تو ہم سخنے بگوے از انہا کہ دیدہ ئ وشنیدی گفتم۔

بار سالارے بیفتاد از ستور　　　　آں شنید ستی کہ در صحرائے غور

یا قناعت پُر کند یا خاک گور　　　　گفت چشمِ تنگ دنیادارا(۱۵)

ایک سوداگر کو میں نے دیکھا کہ ڈیڑھ سو اونٹ سامان رکھتا تھا اور چالیس غلام اور خدمت گار ایک رات کو جزیرہ ئ کیش میں مجھے اپنے حجرہ میں لے گیا۔ فضول باتیں کہنے سے ساری رات آرام نہیں کیا کہ میرا فلاں بوجھ تُرکستان میں پڑا ہے اور فلاں سامان ہندوستان میں ہے اور یہ دستاویز فلاں زمین کی ہے اور فلاں چیز کا فلاں آدمی ضامن ہے۔ اور کبھی کہتا کہ میرا دل اسکندریہ جانے کو چاہتا ہے کیوں کہ اس کی آب و ہوا اچھی ہے پھر کہتا کہ نہیں۔ اس لیے کہ دریائے مغرب پریشان کن ہے۔ اے سعدیؒ ایک اور سفر بھی پیشِ نظر ہے اگر وہ طے کیا جائے باقی عمر اپنی گوشہ میں بیٹھ جاؤں اور پھر قناعت کرلوں۔ میں نے کہا وہ کون سا سفر ہے۔ کہنے لگا۔ میں فارس کی گندھک چین میں لے جانا چاہتا ہوں کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ وہاں اس کی بڑی قیمت ہے اور وہاں سے چینی پیالے روم میں لاؤں گا اور روم کی دیبا ہندوستان لے جاؤں گا اور ہندوستان کا لوہا حلب میں لاؤں گا اور حلب کا آئینہ یمن میں اور یمن کی چادریں پارس میں اور اس کے بعد سفر کرنا ترک کردوں گا اور ایک دُکان میں بیٹھ رہوں گا۔ اسی قسم کی مالیخولیا کی اتنی باتیں کہیں کہ زیادہ بکنے کی طاقت اس میں نہیں رہی۔ اے سعدی تو بھی کوئی بات کہہ جو تو نے دیکھی یا سُنی ہو۔ میں نے کہا

آں شنید ستیکہ در صحرائے غور　　بار سالائے بیفتا داز ستور

گفت چشمِ تنگ دنیادار را　　یا قناعت پُر کند یا خاک گور(۱۶)

تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ غور کے جنگل میں

ایک سوداگر کا مال گھوڑے سے گر پڑا

اس نے کہا کہ دنیادار کی تنگ آنکھ کو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

یا قناعت بھر سکتی ہے یا خاک گور کی

رحمان باباؒ لکھتے ہیں۔

اگر تمہیں

دنیا بھر کے غم بھی گھیر لیں

تو ذرا غم نہ کرو

آخر کار یہ ٹل جائیں گے

غم وہ ہے

جو کسی کے سامنے موجود ہو

غم تو آنی جانی چیز ہے

نئے غم آتے ہیں اور پرانے غم گزر جاتے ہیں

اور ہم ان غموں کو بھول جاتے ہیں

میرے سامنے کی بات ہے

کئی دہن شکر کی لذت سے آشنا تھے

پھر یوں ہوا کہ زمانے کی تلخی نے

انہیں مٹی میں ملا دیا

صندل کے درخت

کاٹے اور پھر معدوم ہو گئے

شمشاد کے درخت کی ہزار شاخیں

آرے سے کٹ کر زمین بوس ہو گئیں (۱۷)

جب کہ شیخ سعدیؒ اس خیال کو بھی یوں رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دو درویش خراسانی ملازم صحبت یکدیگر سفر کرند یکے ضعیف بود کہ بعد دو شب افطار کردے و دیگرے قوی کہ روزے سہ بار خوردے اتفاقاً بر در شہرے بہ تہمت جاسوسی گرفتار آمدنہ دہر دو را بخانہ در کردند و درش بگل بر آوردند بعد از دو ہفتہ معلوم شد کہ بیگناہانند در بکشادند قوی را دیدند مردہ و ضعیف جاں بسلامت بردہ مردم دریں عجب بماندند حکیمے گفت اگر خلاف ایں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

بودے عجب نمودے کہ ایں بسیار خوار بودہ است طاقت بینوائی نیاورد و ہلاک شد و آں دگر خویشتن دار بود لاجرم بر عادت خود صبر کرد و بسلامت خلاصیافت۔(۱۸)

ترجمہ: دو خراسانی فقیر ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر سفر کرتے تھے۔ ایک کمزور بڑھا تھا کہ دورات کے بعد کھانا کھاتا تھا اور دوسرا قوی کہ ایک دن میں تین بار کھاتا۔ اتفاقاً ایک شہر کے دروازے پر جاسوسی کی تہمت میں گرفتار ہو گئے اور دونوں کو ایک مکان میں قید کر دیا اور مٹی سے اس کا دروازہ بند کر دیا۔ دو ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ دونوں بے گناہ ہیں۔ دروازہ کھولا گیا زبر دست کو دیکھا مر گیا تھا اور کمزور صحیح سلامت تھا۔ آدمی اس سے تعجب میں رہ گئے۔ ایک عقل مند نے کہا اگر اس کے خلاف ہوتا تو تعجب معلوم ہوتا کہ یہ زیادہ کھانے والا تھا۔ بے سامانی کی مصیبت برداشت نہ کر سکا مر گیا۔ اور وہ دوسرا مصیبت پر صبر کرنے والا تھا، مجبوراً اپنی عادت کے مطابق صبر کیا اور سلامتی کے ساتھ چھٹکارا پایا۔

:رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

چہ کیمیاد قناعت یے پہ لاس کیوزی

کہ گداوی د قارون پہ سیر توانگر شی(۱۹)

ترجمہ: جسے کیمیائے قناعت ہاتھ آجائے وہ اگر فقیر بھی ہو تو مثل قارون تونگر بن جاتا ہے۔

رحمان بابا صوفی شاعر تھے وہ خود بھی قناعت پسند بھی تھے اور دوسروں کو بھی قناعت کا سبق دیتے تھے۔ مندرجہ بالا شعر میں وہ قناعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں جنہیں قناعت کی دولت نصیب ہو جائے تو وہ اس دنیا میں مثلِ قارون مالدار بن جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کے پاس کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی وہ مالدار بن جاتا ہے۔

جب کہ سعدیؒ کے نزدیک۔

ہر گز از دور زماں ننالیدہ ام وروے از گردش ایام درہم نکشیدہ مگر وقتیکہ پایم برہنہ بود و استطاعت پا پیوشی نداشتم بجامع کوفہ در آمدم دل تنگ یکے رادیدم کہ پاے نداشت سپاس نعمت حق بجاے آوردم و بر بے کفشی صبر کردم۔(۲۰)

ترجمہ: ہر گز دنیا کی گردش میں رویا نہیں ہوں اور زمانے کے مصائب سے ناک بھوں نہیں چڑھائی مگر ایک وقت میں کہ میرے پاؤں ننگے تھے اور مجھ میں جوتا پہننے کی حیثیت نہ تھی۔ میں کوفہ کی جامع مسجد میں آیا رنجیدہ۔ ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں نہ تھے۔ خدا کی نعمت کا میں نے شکر ادا کیا اور ننگے پاؤں ہونے کی مصیبت پر میں نے صبر کیا۔

رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

چہ توانگر د قناعت پہ خزانہ شی

نور بہ سہ کاندی دینار او درمونہ(۲۱)

ترجمہ: جسے قناعت کا خزانہ تونگر بنادے، اسے درہم و دینار کی حاجت نہیں رہتی۔

سعدیؒ کہتے ہیں

خواہندہ ئی مغربی در صفِ بزازان حلب می گفت اے خداوندان نعمت اگر شمارا انصاف بودے و مارا قناعت رسم سوال از جہاں برخاستے(۲۲)

ترجمہ: ملک مغرب کا ایک فقیر حلب کے بزازوں کے بازار میں کہہ رہا تھا اے دولت مندو اگر تم میں انصاف ہوتا اور ہم میں قناعت ہوتی تو سوال کا دستور دنیا سے اُٹھ جاتا۔

رحمان بابا رقم طراز ہیں۔

زان ہالہ ورتہ بادشاہ شی

چہ یے ستا دِر گدا کا(۲۳)

ترجمہ: وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے جو خود کو تیرے در کا گدا بنا دے۔

رحمان بابا ایک بار پھر اوپر مذکورہ خیال کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جنہوں قناعت اختیار کی وہ اللہ کے سامنے خود کو فقیر سمجھنے لگتے ہیں، اصل میں یہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔

سعدیؒ کہتے ہیں۔

تا بمیرد نیاز مند بود   ہر کہ بر خود درِ سوال کشاد

گردن بے طمع بلند بود   آز بگذار و پادشاہی کن(۲۴)

جس کسی نے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لیا

جب تک وہ مرے گا حقیر ہو کر رہے گا

حرص چھوڑ دے اور بادشاہی کر

جو حرص نہیں کرتا وہ سربلند رہتا ہے

یہاں شیخ سعدی نے قناعت کے متضاد لالچ اور حرص کا نام لے کر واضح کر دیا ہے کہ اس دنیا میں جب انسان اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے مانگے گا ذلیل و رسوا ہو گا جب اس کے مقابلے میں وہ بندہ جو قناعت اختیار کرے اور اللہ کے دیے پر راضی ہو جائے وہ کامیاب ہے۔

رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

طمعہ مہ کڑہ پہ دنیا کے دنشاط

بیا بہ نہ مومی نشاط پہ دا بساط(۲۵)

ترجمہ: دنیا میں مسرت و نشاط کی توقع نہ رکھ، کیوں کہ اس بساط پر تو کبھی مسرت و نشاط نہیں پا سکتا۔

سعدیؒ کہتے ہیں۔

گوش تواند کہ ہمہ عمروے

نشنود آواز دف و چنگ و نے

دیدہ شکیبد ز تماشائے باغ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

بی گل ونسریں بسر آرد دماغ

گر نبود بالش آگندہ پر

خواب توں کرد حجر زیر سر

ورنہ بود دلبر ہمخوابہ پیش

دست توانکرد بآغوش خویش

ویں شکم بی ہنر پیچ پیچ

صبر ندارد کہ بسازد بہیچ(۲۶)

کان کے لیے یہ بات ممکن ہے کہ تمام عمر

آواز دف اور چنگ اور بانسری کی نہ سنے

آنکھ باغ کی سیر سے صبر کر سکتی ہے

گلاب اور سیوتی کے بغیر دماغ بسر کر سکتا ہے

اگر پروں بھرا ہوا تکیہ نہ ہو

تو پتھر سر کے نیچے رکھ کر سوسکتے ہیں

اور اگر ساتھ سونے والا معشوق موجود نہ ہو

تو اپنی بغل میں ہاتھ دے کر رات گزاری جاسکتی ہے

اور یہ بے ہنر اور پیچ دار پیٹ

صبر نہیں کر سکتا کہ بھوکارہ کر گزر کرے

رحمان باباؒ قناعت کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں۔

قناعت مے تر خقے لاندے اطلس دے

پٹ د درست جہان بادشاہ ظاہر گدا یم(۲۷)

ترجمہ: قناعت میرے لیے خرقے کے نیچے اطلس کی مانند ہے۔ میں بباطن ساری دنیا کا بادشاہ اور بظاہر ایک فقیر ہوں۔

جب کہ سعدی قناعت کے حوالے سے کہتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

که ورائے تو ہیچ نعمت نیست   اے قناعت توانگرم گرداں

ہر کرا صبر نیست حکمت نیست   کنج صبر اختیار لقمان ست(۲۸)

اے قناعت تو مجھ کو مالدار کر دے

کہ تجھ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے

جو صبر نہیں رکھتا اس میں عقل مندی نہیں ہے   صبر کا گوشہ عقل مند کو پسند ہے

رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

تہ چہ ہرہ گڑئے غم د سیم وزر خورے

زہ دے ہرہ گڑئے وینم چہ خپل سر خورے(۲۹)

جو ہر دم غم سیم وزر کھا رہے ہو

سمجھتا ہوں تم اپنا سر کھا رہے ہو

ترجمہ: تُو جو ہر وقت سونے اور چاندی کا غم کھا رہا ہے، اسے دیکھ کر مجھے یوں لگتا ہے جیسے تُو اپنا سر کھا رہا ہے۔

شیخ سعدیؒ ایک پہلوان کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ ئی مخالف سے پریشان ہو گیا تھا اور زیادہ خوراک نہ ہونے اور مفلسی کی وجہ سے جان سے عاجز تھا۔ باپ سے شکایت کرنے لگا اور اجازت چاہی کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں شاید قوت بازو کی وجہ سے اپنا مقصد حاصل کر سکوں کیوں کہ بزرگوں کا قول ہے

عود بر آتش نہند و مشک بسایند   فضل و ہنر ضائع است تا ننمایند

عود آگ پر رکھتے ہیں اور مشک گھستے ہیں   زندگی اور ہنر بے کار ہے جب تک ظاہر نہ کریں

پدر گفت اے پسر خیال محال از سر بدر کن و پائے قناعت در دامن سلامت کش کہ خردمنداں اند دولت نہ بکوشیدن ست و چارہ ئی آں کم جوشیدن است(۳۰)

باپ نے کہا اے بیٹے فضول خیال سر سے نکال دے اور سلامتی کے لیے قناعت کیے بیٹھا رہ کیوں کہ عقل مندوں کا قول ہے دولت کوشش سے نہیں ملتی اور اس کا علاج قناعت ہے۔

رحمان باباؒ لکھتے ہیں۔

کہ یوزلہ سر د خدائے پہ لورے ٹیٹ کڑے

پہ قیامت بہ سربلند شے تر ہر چا(۳۱)

اگر تم ایک مرتبہ خدا کے آگے سر جھکا دو تو قیامت کے دن سب سے سربلند ہو جاؤ گے۔ مطلب یہ کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا کسی اور کی رضا مناسب نہیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا وہی لوگ کامیاب ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

سعدیؒ کہتے ہیں۔

کر بہر جامہ رقعہ بر خواجگاں نشبت　　　ہم رقعہ دوختن وبہ الزام کنج صبر

رفتن بپایمر دی ہمسایہ در بہشت　　　حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است (۳۲)

اس سے کہ کپڑے کے لیے بڑے آدمیوں کے پاس خط لکھے　پیوند لگانا اور گوشۂ صبر میں ہر وقت بیٹھ رہنا بہتر ہے

پڑوسی کی مدد سے بہشت میں جانا　　　قسم خدا کی کہ دوزخ کے عذاب کے برابر ہے

رحمان باباؒ اور شیخ سعدیؒ کا کلام شاعرانہ محاسن سے بھرپور ہے۔ انہوں نے موزوں تشبیہات واستعارات سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔ دونوں شعرا نے انسانی زندگی کی ناپائیداری کے مضمون کو بیان کرکے زندگی کو بے لگام گھوڑے سے تشبیہہ دی ہے۔ جس طرح رحمان باباؒ کے صوفیانہ اور عاشقانہ خیالات کی وضاحت فصاحت وبلاغت سے ہوئی ہے، ٹھیک اسی طرح شیخ سعدیؒ کی شاعری اور اس کے اقوال وحکایات بھی ان کے خیالات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ ان دونوں کی شاعری انتہائی بلیغ، جامع اور معنویت سے بھرپور ہے۔ ان کی شاعری کی روح، تاثیر، لطف اور دیگر شاعرانہ نزاکتیں نظیر نہیں رکھتیں۔

حوالہ جات

۱۔ کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ ایم فل اُردو) سید عطاء اللہ شاہ۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔ ۱۸۳

۲۔ گلستان (مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ (مرحوم)۔ مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انارکلی۔ لاہور۔ سن ندارد ص۔ ۱۵۶

۳۔ کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ ایم فل اُردو) سید عطاء اللہ شاہ۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔ ۱۸۳

۴۔ جعفر ایک کیمیا گر کا نام تھا جس کا بنایا ہوا سونا نہایت کھرا اور خالص ہوتا تھا۔ بعض کے نزدیک یہاں جعفر برمکی مراد ہے کہ اُس کے حکم سے تمام کھوٹے سونے کو خالص کیا گیا۔

۵۔ گلستان (مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ (مرحوم)۔ مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انارکلی۔ لاہور۔ سن ندارد ص۔ ۱۷۱

۶۔ کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ ایم فل اُردو) سید عطاء اللہ شاہ۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔ ۱۸۳

۷۔ گلستان (مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ (مرحوم)۔ مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انارکلی۔ لاہور۔ سن ندارد ص۔ ۱۸۹

۸۔ خاطر غزنوی، ترجمہ کلام رحمان بابا، مشمولہ، پاکستان کے صوفی شعراء، مرتبہ سعید درّانی وراشد متین، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان ۱۹۹۵ء ص۔ ۱۹۸

۹۔ یہ خلیج فارس کے جزائر میں سے ایک ہے جہاں موتی پائے جاتے ہیں۔ جزیرہ کی کی شکل تیر دان سے ملتی جلتی ہے۔ اس لیے اسے کیش کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ یہاں دریائے مغرب سے مراد محیط اعظم کی کی وہ خلیج ہے جو حوالی ملک مگرب سے آکر مصر میں مل گئی ہے۔ بحر احمر کہ جس کو قلزم بھی کہتے ہیں۔

۱۱۔ یعنی اس کو عبور کرنا دشوار ہے۔

۱۲۔ ایک شہر کا نام جو عرب میں جنوب مکّہ کی طرف واقع ہے۔

۱۳۔ ایک قسم کی چادر جس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔

۱۴۔ یہ جنون کی ایک قسم ہے۔ اس کے اصلی معنی سیاہ خلط کے ہیں۔ چوں کہ مرض سودا سے پیدا ہوتا ہے اس لیے مجازاً اس مرض کا یہی نام ہوا۔

۱۵۔ ایک شہر کا نام

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.2 2021

۱۶۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۷۵،۱۷۶

۱۷۔خاطر غزنوی،ترجمہ کلام رحمان بابا،مشمولہ،پاکستان کے صوفی شعرا،مرتبہ سعید درّانی وراشد متین،اسلام آباد،اکادمی ادبیات پاکستان ۱۹۹۵ء ص ۲۰۷

۱۸۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۹،۱۶۰

۱۹۔فارغ بخاری،رحمان بابا،منظوم اُردو ترجمہ،اسلام آباد،لوک ورثہ کا قومی ادارہ،پاکستان ۱۹۷۷ء ص۔۱۶۵

۲۰۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۷۱

۲۱۔کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم:تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ایم فل اُردو)سید عطاء اللہ شاہ۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،اسلام آباد،۲۰۰۹ء ص۔۱۸۴

۲۲۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۵

۲۳۔فارغ بخاری،رحمان بابا،منظوم اُردو ترجمہ،اسلام آباد،لوک ورثہ کا قومی ادارہ،پاکستان ۱۹۷۷ء ص۔۱۷۸

۲۴۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۲۰۱

۲۵۔کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم:تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ایم فل اُردو)سید عطاء اللہ شاہ۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،اسلام آباد،۲۰۰۹ء ص۔۱۵۹

۲۶۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۲۰۲

۲۷۔فارغ بخاری،رحمان بابا۔منظوم اُردو ترجمہ از فارغ بخاری ورضا ہمدانی،اسلام آباد،لوک ورثہ کا قومی ادارہ ۱۹۷۷ء ص۔۲۶

۲۸۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۵

۲۹۔کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم:تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ایم فل اُردو)سید عطاء اللہ شاہ۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔۱۵۴

۳۰۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۸۲

۳۱۔فارغ بخاری،رحمان بابا۔منظوم اُردو ترجمہ از فارغ بخاری ورضا ہمدانی،اسلام آباد،لوک ورثہ کا قومی ادارہ ۱۹۷۷ء ص۔۱۵۳

۳۲۔گلستان(مترجم مولوی عبدالباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹سرکلر روڈ چوک انارکلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۷